ربطِ کلام کا حسن دیکھیے کہ سورۃ الاعراف کے دوسرے رکوع میں قصّۂ آدم و ابلیس کے ضمن میں بتایا گیا تھا کہ شیطان کے اغوا و اضلال کے نتیجے میں آدمؑ و حوّا لباسِ جنّت سے محروم ہو گئے تھے اور اس کے فوراً بعد تیسرے رکوع کے آغاز میں ارشاد ہوا:

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا	اے آدمؑ کی اولاد! ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہارے
یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی	لیے ستر پوشی بھی ہے اور ذریعۂ زینت بھی، پھر تقویٰ کا
ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ	لباس بھی ہے جو سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ اللہ کی
یَذَّکَّرُوۡنَ ○ (الاعراف: ۲۶)	نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ یاددہانی حاصل کریں۔

گویا انسان کے لیے ایک لباس ظاہری ہے جس کا اساسی مقصد ستر پوشی ہے اور اضافی مقصد حصولِ زینت و آرائش، اور دوسرا لباس باطنی ہے یعنی تقویٰ کا جذبہ اور حیاء کا مادّہ جو فطرتِ انسانی کی بدیہیات میں سے ہونے کے علاوہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہی بات ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکیمانہ قول میں ارشاد فرمائی کہ "الحیاء شعبة من الایمان" (حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے)۔ آگے فرمایا:-

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ	اے بنی آدم! گمراہ نہ کرنے پائے تمہیں شیطان، جیسے کہ
کَمَآ اَخۡرَجَ اَبَوَیۡکُمۡ مِّنَ الۡجَنَّۃِ	نکلوا دیا تھا اس نے تمہارے والدین (یعنی آدمؑ و حوّا)
یَنۡزِعُ عَنۡہُمَا لِبَاسَہُمَا لِیُرِیَہُمَا	کو جنّت سے، ان کے لباس اتروا کر تاکہ بے پردہ کر دے
سَوۡاٰتِہِمَا ؕ اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَقَبِیۡلُہٗ	انہیں ایک دوسرے کے سامنے۔ یاد رکھو، یہ شیطان اور
مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ ؕ اِنَّا جَعَلۡنَا	اس کے چیلے چانٹے تم پر وہاں سے گھات لگاتے ہیں
الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ لِلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ	جہاں سے تم ان کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔ ہم نے ان شیطانوں
(الاعراف: ۲۷)	کو ان لوگوں کا رفیق بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے!

یہ ارشاد ہوا اس واقعے کی طرف جو جنّت میں ابلیسِ لعین اور حضرت آدمؑ و حوّا کے مابین پیش آیا تھا۔ پھر فرمایا:

وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَۃً قَالُوۡا وَجَدۡنَا	اور جب یہ لوگ کسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں
عَلَیۡہَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِہَا ؕ قُلۡ	تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی پر اپنے آباء و اجداد کو